دین ہمارا اسلام ہے اور ہم احمدی مسلمان ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ / مارچ ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

جہاں تک گردے کی تکلیف کا، بیماری کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انفیکشن تو پوری طرح کنٹرول میں ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے ماتحت مجھے دوائی کھانی پڑ رہی ہے اور ابھی قریباً ڈیڑھ ہفتہ اور یہ دوائی میں کھاؤں گا پھر وہ بتائیں گے کہ مزید دوا کھانی ہے یا نہیں۔ میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ جو گردے کی انفیکشن کی بیماری آئی اس نے مجھے زیادہ ضعف پہنچایا یا جو اس کو دور کرنے کے لئے دوائیں دی گئیں وہ زیادہ ضعف پیدا کرتی ہیں۔ بہرحال انسان نے اپنی طرف سے یہ دوائیں بنالی ہیں اور جو دستِ قدرتِ باری سے ادویہ بنی تھیں ان کی طرف توجہ کم کر دی ہے۔ بعض نے بالکل چھوڑ دی ہے اس طرف توجہ اور اس کے نتیجہ میں ہر کس و ناکس کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے میرے جیسے ایک عاجز اور بے کس انسان کو بھی۔

اس کے علاوہ پچھلے ہفتہ عشرہ سے ایک اور واقعہ ہو گیا۔ میرے اپنے دانت بھی ہیں کچھ اور میں ڈینچر (Denture) بھی لگاتا ہوں۔ میرے ہاتھ سے نچلا ڈینچر گرا اور ٹوٹ گیا۔ اس کے بغیر میں کھانا نہیں کھا سکتا۔ اسی وقت لاہور بھجوایا۔ انہوں نے اسے جوڑ دیا اور ٹھیک کر دیا اور آ گئے ڈاکٹر صاحب خود، ڈاکٹر شفیق صاحب وہ میرے ڈینٹسٹ (Dentist) ہیں لیکن جب وہ میں نے استعمال کیا تو اس نے میرے جبڑے میں اور گلّے کی طرف دباؤ ڈالا اور سرخی اور رگڑ

اس سے پیدا ہوئی اور وہ جو تکلیف تھی کہ میں کھانا نہیں کھا سکتا وہ بدستور قائم رہی اور کچھ سمجھ نہ آئے۔ اچانک میری نظر پڑی تو جوڑتے وقت ایک زاویہ تھوڑا سا غلط ہوا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے کمزوری میں اور بھی اضافہ ہوگیا کیونکہ کھانے کی مقدار بہت کم ہو جاتی ہے اور جو میں کھانا کھانے کا عادی ہوں اس میں فرق آجاتا ہے اور بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ گزشتہ رات کے کھانے کے وقت تو آدھے گھنٹے میں بمشکل میں دو لقمے کھا سکا۔ پھر میں نے ایک اور کھانا تجویز کیا اپنے لئے، تھوڑا سا کھایا۔

بہر حال یہ جو بیماریاں اور ضعف وغیرہ ہے یہ تو انسان کی زندگی کے ساتھ لگا ہوا ہے اور ایک مسلمان ان تکلیفوں اور بیماریوں اور کمزوریوں کی اس معنی میں پرواہ نہیں کرتا کہ جس طرح دنیا کے دیگر ابتلا ایک مسلمان کے کام میں حارج نہیں ہوتے اسی طرح یہ بیماریاں بھی ایک مسلمان کے کام میں حارج نہیں ہوتیں۔ اس سارے عرصہ میں مَیں پورا کام بھی کرتا رہا ہوں اور بیمار بھی رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھنے والے مجھے بیمار سمجھتے بھی نہیں رہے۔ رات کے دو دو بجے تک بھی بعض دفعہ کام کرنا پڑتا ہے۔

کام جماعت کی وسعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ ایک آدمی کی جماعت تھی۔ وہ غالب نے کہا ہے۔ ع

ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اکیلے تھے تو انجمن ہی تھے نا کہ جس طرح پھول کی پتیاں کھل کے گلاب کا پھول بیسیوں پتیوں والا نہایت حسین پھول بن جاتا ہے اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں آپ کا یہ فدائی، متبع، آپ پر نثار ہونے والا، آپ سے پیار کرنے والا، چوبیس گھنٹے آپ پر درود بھیجنے والا، آپ کے منصوبہ کے مطابق ساری دنیا کے مقابلے میں کھڑا ہو کر ساری دنیا کا مقابلہ کرنے والا اور آپ کی صداقت کی بڑی زبردست دلیل بنی۔ میں نے یورپ میں ۱۹۷۸ء میں فرینکفرٹ شہر میں پریس کانفرنس کے موقع پر صحافیوں کو کہا کہ اس سے بڑی دلیل تمہیں کیا چاہیئے صداقت کی کہ وہ اکیلا تھا اور تم سارے اکٹھے ہو کر اس کی دشمنی پر تُلے اور اس کے مقابلے میں تم نے ہزارہا منصوبے بنائے لیکن

وہ ناکام نہیں ہوا۔ وہ ایک اس وقت ایک کروڑ بن چکا ہے۔ تو اگر ہم یہ کہیں کہ یہ کروڑ جو ہے ان میں سے ہر ایک اگلی صدی میں ایک کروڑ بن جائے تو حساب لگاؤ کیا بنتی ہے تعداد؟ ایک بڑا ثقہ صحافی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ جو پریس کانفرنس ہوتی ہے اس میں باتیں سنتے ہیں، جو مرضی ہو نوٹ کرتے ہیں، جو مرضی ہو چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کو میں نے کہا میری خاطر آپ ضرب لگا کر دیکھیں۔ میری خاطر انہوں نے ضرب لگائی۔ سمجھے ضرب غلط لگ گئی ہے۔ میں انہیں دیکھ رہا تھا خاموشی سے۔ پھر انہوں نے اسے کاٹا پھر دوبارہ ضرب لگائی۔ پھر مسکرائے، منہ اٹھایا، مجھے کہنے لگے اتنی تو دنیا کی آبادی نہیں۔ میں نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ اتنی تعداد میں دنیا میں احمدی مسلمان ہو جائے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح ایک نوے سال میں ایک کروڑ بن گیا اس ایک کروڑ کا اپنے اس مقصد میں کامیاب ہونا ناممکن نہیں کہ دنیا کی بڑی بھاری اکثریت اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لی جائے۔

تو کام تو ہر احمدی نے ہر حالت میں اپنے کرنے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اس لئے بھی کہ قرآن کریم نے بڑا زور دیا ہے اس بات پر کہ جو عہد کرو وہ پورا کرو۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۔(بنی اسرائیل :۳۵) اگر نہیں کرو گے جواب طلبی ہوگی تمہاری اور خدا تعالیٰ جواب طلبی کرنے والا ہے۔ انسانوں سے تو آدمی دھوکہ بازی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں کر سکتا۔ یہ مضمون تو بڑا وسیع ہے۔ بہت سی آیات میں اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن میں بوجہ اپنی بیماری اور کمزوری کے مختصراً اس طرف اس وقت توجہ دلا رہا ہوں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے، ایسا نظر آتا ہے کہ امتِ مسلمہ کی فطرت میں دین اسلام نے صدق وصفا اور وفا کا مادہ دل کی گہرائیوں میں گاڑ دیا ہے۔ اس قدر وفا کرنے والی کوئی امت دنیا میں نہیں گزری۔ صدیاں ہوگئیں یہ اب پندرھویں صدی ہجری شروع ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا اس سے وفا کی۔ جب مسلمان کو تپتی دھوپ میں انگارے کی طرح گرم ریت کے ذروں پر لٹا کر، پتھر رکھ کر کوڑے مارے گئے تو اس کے دل سے اپنے رب کے لئے جو وفا کا جذبہ تھا اس جذبے سے یہ آواز نکلی اَحَد، اَحَد کہ تم بت پرست غلطی پر ہو اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ

ایک ہی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق اور پیار کہ آپ کو تو کیا بھولنا تھا آپ کے نقش پا کو بھی نہیں بھولے۔ قرآن کریم سے والہانہ محبت جس طرح چادر لپیٹ لی جاتی ہے اپنے جسم پر اس طرح اپنے وجود پر اس کی تعلیم کو، اس کے احکام کو لپیٹا۔ انگریزی کا محاورہ ہے۔ To Live Islam یعنی مسلمان ہو کے انہوں نے اپنی زندگی گزاری اور دینِ اسلام اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (اٰلِ عمران :۲۰) دین اسلام سے اتنا پیار کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس طرح ایک بکرا مجبور ہو کر قصائی کی چھری کے نیچے اپنی گردن رکھ دیتا ہے اسی طرح ایک مسلمان بغیر کسی مجبوری کے برضا ورغبت اپنی گردن اسلام کے احکام کے نیچے رکھ دیتا ہے۔ ایک ظاہری عیش والی زندگی پر موت طاری کرتا ہے اور ایک نئی روحانی زندگی حاصل کرتا ہے اپنے اللہ تعالیٰ سے۔ اس قدر وفا امتِ مسلمہ کے مزاج میں ہمیں نظر آتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسے نہیں تھے جنہوں نے بے وفائی کی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ امتِ مسلمہ نے بے وفائی کبھی نہیں کی۔ ایک زندہ درخت کی علامت یہ ہے کہ اس پر آپ کو مری ہوئی ٹہنیاں ملتی ہیں۔

ایک دفعہ جماعت میں فتنہ پیدا ہوا۔ ایک غیر احمدی اچھے بڑے زمیندار میرے واقف تھے ان کو جب پتا لگا تو تعلق بھی تھا، تعصب بھی تھا میرے پاس آ گئے۔ کہنے لگے باتیں کر رہے تھے کالج کے باہر کے صحن میں کہ یہ کیا فتنہ شروع ہوا ہے۔ جو قریب ترین درخت تھا میں اس کے پاس ان کو لے گیا۔ میں نے کہا دیکھو اس درخت پر مری ہوئی ٹہنیاں آپ کو نظر آتی ہیں۔ کہتے ہیں ہاں۔ سامنے نظر کے ایک دو ٹہنیاں مری ہوئی تھیں۔ میں نے کہا یہ مری ہوئی ٹہنیاں اس درخت کی زندگی کی دلیل ہیں، اس درخت کے مردہ ہونے کی دلیل نہیں ہیں۔ آدمی بڑا ہشیار تھا۔ وہ کہتا مجھے مسئلہ سمجھ آ گیا۔

میں یہ کہتا ہوں کہ امتِ مسلمہ نے کبھی بے وفائی نہیں کی۔ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے ایسے مطہر بندے پیدا ہوئے جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کے (کیا میں کہوں) دستِ شفا نے کی۔ جن کو روحانی طور پر اللہ تعالیٰ نے پوری صحت دی اور ان کے ذریعہ سے جگہ جگہ خالص اسلام، خالص اسلام پر چلنے والے ہمیشہ زندہ رہے۔ پھر یہ زمانہ آ گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے کہا جس مہدی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا تھا خدا مجھے کہتا ہے کہ میں وہی مہدی ہوں۔ آپ نے کہا میری صداقت کی بنیادی طور پر دو قسم کی دلیلیں ہیں۔

ایک قسم کی دلیلیں یہ ہیں کہ ہر وہ پیشگوئیاں جو مہدی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں وحی کے ذریعے جو قرآن کریم کا حصہ بن گئیں یا جو احادیث صحیحہ میں پائی جاتی ہیں وہ ساری میرے زمانہ میں پوری ہوگئیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت آج بھی انسان کو ماننی چاہیئے کہ چودہ سو سال کے بعد آپ کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیاں پھر پوری ہو رہی ہیں۔

اور دوسری قسم کی پیشگوئیاں وہ ہیں جو آج مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے اور پوری ہو رہی ہیں۔ قیامت تک کے لئے، اس وقت بتایا یہ گیا ہے کہ انسانیت کی اکثریت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیضان کے نتیجہ میں آپ کے ایک عاشقِ زار، انتہائی پیار کرنے والے، آپ کے ایک جانثار، آپ کا کامل عکس بن کے جو آپ کے شاگردوں میں پیدا ہوئے مہدی ان کی جماعت کے ذریعے دنیا کی بڑی بھاری اکثریت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی قائل ہوگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی اور قیامت تک (اور قیامت سے مراد ہمارے آدم علیہ السلام کی نسل پر جو قیامت آنی ہے ایک ہزار سال کے بعد وہ مراد ہے۔ یہ اپنا مضمون ہے علیحدہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر روشنی ڈالی ہے) جماعت احمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس جھنڈے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے بلند رکھیں گے اور اسلام کی سرحدوں پر بیدار اور چوکس رہ کر بدعات کو اسلامی تعلیم کے اندر داخل نہیں ہونے دیں گے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔

بہرحال میں وفا کی بات کر رہا تھا۔ وفا کی امتِ مسلمہ نے کھجور کے درخت کے ساتھ جس کھجور نے غربت کے زمانہ میں ان سے وفا کی تھی۔ چند کھجوریں کھا کے گزارہ کر لیتے تھے نا صحابہ۔ اس کھجور سے اس وقت بھی وفا کی جب سپین میں ساری دنیا کی دولتیں ان کے قدموں میں لا کے ڈال دی گئیں اور وفا کی اس گھوڑے کے ساتھ، عرب گھوڑا۔ سارے محققین جنہوں نے گھوڑوں کے اوپر تحقیق کی ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ عرب گھوڑے کی ترقی کا انحصار

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں دلچسپی اور اس کے متعلق آپ کے ارشادات پر ہے۔ میں نے مضمون اکٹھا کرنا شروع کیا تھا روایتیں تو وہ مسودہ ایک اچھی موٹی کتاب کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ کہیں پڑا ہوا ہوگا۔ عرب گھوڑے میں یہ صفتِ وفا ہے، جو اس کے مالک میں وفا تھی نا کہ خدا تعالیٰ کے لئے جان دینا تو معمولی چیز ہے ساری زندگی دے دینا جو اَب وقف کے نزدیک ہے نا تو چند لمحوں کی بات ہے نا جان دے دینا لیکن ہر روز ہر آن خدا تعالیٰ کے لئے اپنی جان پیش کرتے چلے جانا یہ زیادہ بڑی قربانی ہے۔ جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مثال سے یہ واضح ہے۔ (اس مضمون میں نہیں جاؤں گا میں اس وقت)۔ گھوڑے میں بھی اپنے آقا کو دیکھ کر یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیکھ کر یہ وفا کا اور جاں نثاری کا مادہ پیدا ہوا۔ اتنا دلیر ہے میں نے بعض تصویریں دیکھی ہیں۔ جب انگریز شروع شروع میں ہندوستان میں آیا اور شمالی حصوں میں آیا تو سکھوں سے بھی انہوں نے بہت ساری لڑائیاں لڑیں تو اس میں سکھ بھی عرب گھوڑے پہ سوار نظر آتا ہے اور انگریز افسر بھی عرب گھوڑے پہ سوار نظر آتا ہے اور عرب گھوڑا نیزے کی اَنی کے اوپر چھلانگ لگاتا ہے۔ اس کو کوئی خوف ہی نہیں ہے۔ اس کو صرف یہ ہے کہ میں اپنے مالک کی خاطر آج جان قربان کر دوں اور اتنی وفا کی گھوڑے نے امت محمدیہ کے ساتھ، امتِ مسلمہ کے ساتھ اور اتنی وفا کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبق دینے کے لئے اپنی امت کو بھی اور خود بھی اللہ تعالیٰ کا حکم تھا گھوڑے کے ساتھ کہ ایک دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وہ اس زمانے میں گھوڑوں نے بڑا کام کیا وہ اپنا ایک لمبا مضمون ہے) خود اس کی صفائی کر رہے تھے اور مالش کر رہے تھے۔ بعض صحابہ گزرے انہوں نے کہا یہ کیا ظلم ہو گیا۔ دل میں کہا انہوں نے کہ ہمارے ہوتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ آپ چلے گئے پاس کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑیں ہم کرتے ہیں۔ آپ نے کہا نہیں، مجھے خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تم نے غفلت برتی ہے اپنے گھوڑے سے اس کو کرنی چاہیئے تھی Massage۔ باوفا گھوڑا ہے۔

آج، کل اور پرسوں اسی وفا کے اظہار کے لئے جماعت احمدیہ یہاں گھوڑوں کی بعض دوڑیں اور نیزہ بازی وغیرہ کی کھیلیں یعنی ایسی کھیلیں جو مفید ہیں اور نمائش ان کی اور یہ کہ

گھوڑے جو ہیں وہ کتنا پیار کرنے والے ہیں یہ سارا کچھ سکھانے کے لئے یہاں ہوگی۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں سوچتے ہی نہیں۔ پندرہ سو سال سے امت مسلمہ گھوڑے سے اس لئے پیار کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے گھوڑے کے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے ماننے والوں کا پیار رکھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے دل میں وفا، وفا کی جو خاصیت ہے، جو جذبہ ہے، جو صفت ہے اس کو اس طرح گاڑ دیا کہ وہاں سے جا ہی نہیں سکتی۔ اور عرب گھوڑے اور ہر دوسرے گھوڑے میں بھی فرق آپ کو نظر آئے گا کیونکہ بعض ایک عرب گھوڑی خالص بھی دیکھیں گے آپ اور پچاس فیصد عرب بھی، شکل بدل جاتی ہے اس کی پچھتّر فیصد عرب۔ اتنا پیار کرتا ہے کہ یہاں ہمارے پیچھے بھی ہیں کچھ گھوڑے۔ میں اگر باہر نکلوں تو ڈیوڑھی میں میرے پاؤں کی آواز سن کے (کان بڑے تیز ہیں گھوڑے کے) اس وقت وہ اپنا کھانا چھوڑ کے اور کھڑکیوں کے اوپر منہ نکال کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ایک انگریز نے لکھا ہے کہ ہم سے ہمارا گھوڑا اتنا پیار کیوں نہیں کرتا جتنا عرب میں عرب کے مسلمانوں سے کرتا ہے۔ تو یہ سوال کر کے اس نے کہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عرب اپنے گھوڑے سے پیار کرتے ہیں ہم اپنے گھوڑے سے وہ پیار نہیں کرتے۔ وہ بھی ہم سے نہیں پیار کرتے۔ یعنی اتنی اس کو سمجھ اور پیار دیا ہے کہ انگریزوں نے جو بہر حال متعصب ہیں وہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ اتنا پیار کرتا ہے عرب اپنے گھوڑے سے اور عرب گھوڑا اپنے مالک سے کہ اگر چھ سات سال کا بچہ تین سال کی بہن کو بغیر کاٹھی ڈالے، بغیر لگام کے، بغیر رسے سے بندھے ہوئے کے ان کے خیموں کے پاس ہی جہاں وہ ڈیرہ ڈالتے ہیں بدو سردار شیخ وہ پیٹھ کے اوپر بٹھا دے تین سال کی بہن کو تو جب تک وہ بہن اوپر بیٹھی رہتی ہے وہ اپنا پاؤں بھی نہیں ہلاتا کہ کہیں یہ نیچے نہ گر جائے۔

یہ تو ہوا نا گھوڑے اور انسان کا رشتہ لیکن اس کے اندر جو پیار خدا تعالیٰ کا ہمارے لئے جھلک رہا ہے اس کو بھی تو سوچو۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیۃ:۱۴) کہا گیا تھا۔ تو یہ چیزیں ہمیں بتاتی ہیں نا کہ کس طرح انسان کے ساتھ تعلق فطرتِ اشیائے عالمین جو ہے وہ اس کے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ اور ہم جو ہیں۔ چھوٹی سی بڑی اہم بنیادی چیز آخر میں مَیں کہتا ہوں۔ ہم احمدی جو ہیں ہم دینِ اسلام کے فدائی ہیں۔

ہمارا دین اسلام ہے۔ احمدی ایک امتیازی نشان ہے جو ہماری جماعت اور ہمارے فرقہ کو نمایاں کرتا ہے دوسرے سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ احمدی فرقہ کے مسلمان یا احمدی مذہب کے مسلمان۔

آپ نے مذہب کا لفظ استعمال کیا ہے اس کی میں وضاحت ابھی کر دیتا ہوں۔ مذہب اور چیز ہے اور دین اور چیز ہے۔ قرآن کریم نے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (اٰلِ عمران:۲۰) فرمایا ہے۔ مذہب خدا کے نزدیک اسلام ہے نہیں فرمایا کہیں بھی۔ مذہب لغوی لحاظ سے اعتقاد کو کہتے ہیں اور لغت میں لکھا ہے کہ فقہ کے لحاظ سے چار مذاہب اسلام ہیں۔ اسلام، دین تو ایک ہی ہے نا، تو انہوں نے کہا ہے کہ مذاہب اربعہ اسلام کے۔ حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی تو مذہب کہتے ہیں عقیدہ کو اعتقاد کو، عقیدہ مختلف جہتوں سے ہوتا ہے۔ فقہی لحاظ سے مختلف العقیدہ مسلمان پائے جاتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو امام ابو حنیفہ کی فقہ کو مانتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو امام ابو حنیفہ کی فقہ کو نہیں مانتے بلکہ امام شافعی کی فقہ کو مانتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو امام شافعی کی فقہ کو بھی نہیں مانتے یعنی امام شافعی کے مذہب پر نہیں وہ، بلکہ امام مالک کے مذہب پر ہیں وہ، جہاں تک فقہ کا تعلق ہے۔ بعض وہ ہیں جو امام مالک کے مذہب کو بھی نہیں مانتے۔ وہ امام احمد بن حنبل کے فقہی مذہب پر ہیں۔ تو اس لحاظ سے جو احمدی مذہب کے مسلمان ہیں وہ احمدی فرقہ کے مسلمان ہیں۔

احمدی مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کو بدعات سے صاف کر کے اسلام پر عمل کرنا۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ یعنی ہم بدعات کو برداشت نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے رب سے خلوص کا تعلق چاہیئے۔ ہمیں خالص دینِ اسلام چاہیئے۔ یہ جو دباؤ شیطانی ہے نا انسانی زندگی کے اوپر وہ زمانہ کے ساتھ بدعات کو بیچ میں لے آتا ہے۔ اس لئے چوکس رہ کے زندگی گزارنی چاہیئے۔

ایک تکلیف دہ بات آج ہی میں نے سنی کہ منع کیا تھا ہم نے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہمارے معاشرے میں بدعات پیدا ہو جاتی ہیں اور اس واسطے جب شادی ہو تو لڑکی والے کھانا نہ کھلائیں۔ مجھے کسی شخص نے کہا کہ ابھی پیچھے جیسے دو شادیاں ربوہ میں ہوئی ہیں جب لڑکے والوں نے زور دے کر لڑکی والوں سے کھانے کا مطالبہ کیا اور کھانا کھایا ان کے گھر۔ تو آج کوئی

یہ برائی بیچ میں لاؤ گے کل کو کوئی اور برائی لاؤ گے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر وہ لوگ، وہ لوگ جو اپنی بزرگی اور فضیلت تقویٰ پر نہیں رکھیں گے بلکہ اپنی بیٹیوں کی شادی پر دعوتوں کی وسعت اور ان کے کھانے کی اچھائی کے اوپر رکھا کریں گے وہ آپ کے اندر پیدا ہو جائے گی۔

خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت اس دنیا میں اپنے فضلوں کا اس وقت وارث بنانا ہے۔ جب جماعت بحیثیت جماعت اپنی کثرت کے لحاظ سے، اپنی گہرائیوں کے لحاظ سے، اپنے اندر ایک ٹھوس اسلامی زندگی گزارنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے وہ ہوں جو خالص دین اسلام پر چلنے والے ہوں اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے والے ہوں اور انسان انسان میں فرق نہ کرنے والے ہوں۔ چاہے وہ انسان ہو جو اپنی بیٹی کی شادی پر ایک جوڑے کے علاوہ اس کے خاوند کو کچھ نہیں دے سکتا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نہایت بدصورت نوجوان آیا ایک دن اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔ آپ نے کہا کیوں کیا ہو گیا تمہیں۔ کہنے لگا کہ جس سے بھی میں رشتہ تجویز کرتا ہوں اس کو پروپوزل (Proposal) اپنے رشتے کی بھیجتا ہوں وہ انکار کر دیتے ہیں میری شکل دیکھ کے۔ تو اگر میں نے جنت میں نہیں جانا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ اگر تقویٰ نہیں ہے میرے اندر تو پھر تو اور بات ہے لیکن اگر تقویٰ ہے تو صرف شکل دیکھ کے انکار کر دینا یہ تو ٹھیک نہیں ہے اسلام کی رو سے۔ آپ نے کہا تو نے جنت میں کیوں نہیں جانا۔ اگر ایسے اعمال بجالائے جو خدا تعالیٰ قبول کرلے تو جنت میں جائے گا۔ ایسی حرکتوں کے نتیجے میں تیرے لئے تو جنت کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ ایک لڑکی تھی جو سارے مدینہ میں اپنے حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے سب سے زیادہ حسین لڑکی قابل شادی مشہور تھی۔ آپ نے کہا اس کے گھر جاؤ اور دروازے پہ دستک دو۔ اگر اس کا باپ گھر میں ہو اور پوچھے کہ کون ہو تو تم اسے سلام کہو اور دروازہ کھولو اور اندر چلے جاؤ اور کہو کہ میں آ رہا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کے۔ آپ نے میری منگنی (ہماری آج کل کی زبان میں ہوگی) تیری بیٹی سے شادی کر دی ہے یعنی منگنی کر دی شادی کی۔ وہ تو سیخ پا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور یہ وہ اور چل پتا لیتے ہیں۔ اٹھ کر جانے لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے میں پتا لیتا ہوں۔ اس کی وہی بیٹی خوبصورت ترین وہاں اندر سن رہی تھی دوسرے کمرے میں۔ اس نے باپ کو بڑا ڈانٹا۔ اس نے کہا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر تمہیں یہ پیغام دے رہا ہے اور تم اس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ میں اس سے شادی کروں گی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے جنت میں جانے کا بھی انتظام کیا تھا اور لڑکی نے جو نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا کہ سارے انسان برابر ہیں ان میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ان کی شکلوں کو دیکھ کے فرق کیا جا سکتا ہے نہ ان کے کپڑوں کو دیکھ کے فرق کیا جا سکتا ہے، نہ ان کے کھانوں کو دیکھ کے فرق کیا جا سکتا ہے کہ ایک زمیندار سرخ مرچ کی چٹنی پیس کے روٹی کھا رہا ہے اور دوسرا صبح شام پلاؤ زردہ اور روسٹ (Roast) مرغ کھا رہا ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے کہا اب تو شادی کے لئے تیاری کر لے۔ آپ نے کہا تیرے پاس کچھ پیسے ہیں اس نے کہا ہاں ہیں کچھ پیسے۔ آپ نے کہا تو پھر تم اپنی بری بناؤ (بری جس کو ہم کہتے ہیں) یعنی اپنی ہونے والی بیوی کے لئے کوئی سامان خریدو۔ شام پڑ گئی اس دن تو وقت نہیں تھا کچھ خریدنے کا۔ شام کو اعلان ہو گیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جا رہے ہیں کسی غزوہ پر اور مسلمان جو ہیں وہ اپنے ہتھیار لے کے تیار ہو جائیں جانے کے لئے۔ اگلے دن صبح یہ شخص اپنی شادی کی بری خریدنے کی بجائے جو اس کے پاس پیسے تھے اس نے ایک تلوار خریدی، اس نے ایک نیزہ خریدا اور سامان خریدا غزوہ کے لئے، جان دینے کے لئے اور اس خیال سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر مجھے دیکھ لیا تو کہیں واپس نہ کر دیں دو دن آپ کے سامنے ہی نہیں ہوا۔ سینکڑوں آدمی روانہ ہو گئے۔ تیسرے دن سامنے آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو تجھے وہاں چھوڑ کے آیا تھا شادی کے لئے۔ تو یہاں کہاں آ گیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ۔ آپ جنگ پر جا رہے ہوں اور میں پیچھے رہ جاؤں یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ تو میں تو یہ جو میرے پاس پیسے تھے میں نے تلوار خریدی، میں نے نیزہ خریدا میں آ گیا ہوں۔ پھر وہ جنگ میں شامل ہوا اور وہاں شہید ہو گیا اور جنت میں چلا گیا اور اس لڑکی کی قربانی کو بھی خدا تعالیٰ نے منظور کیا جو اس طرح تیار ہو گئی تھی۔ اس کے دل میں کچھ خلش تو رہتی شاید، اس ابتلا میں خدا تعالیٰ نے اسے نہیں ڈالا لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ میں چونکہ اعلان کر چکا ہوں کہ اس سے شادی ہوگی اس واسطے اس کا جو سامان ہے، معلوم ہوتا ہے اس کے اور ورثاء کوئی نہیں تھے، یہ اس بچی کو بھیج دو جس سے شادی ہونی تھی۔

تو یہ بدعات نہ گھسنے دیں اپنے اندر۔ ورنہ میں مجبور ہوں گا کہ اپنے اندر سے آپ کو نکال دوں۔ اگر آپ بدعات میں ملوث ہونا چاہتے ہیں تو جماعتِ احمدیہ کی حدود سے باہر نکل کے ہوں شامل، جماعت احمدیہ میں رہ کر نہیں۔ آپ اس قسم کی بدعات میں آہستہ آہستہ آہستہ خرابی ہو کے وہ حشر ہو گیا اسلام کا کہ آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے وارننگ (Warning) دی تھی، انتباہ کیا تھا وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف:۱۰۷) کہ ایسے لوگ بھی امت مسلمہ میں پیدا ہو جائیں گے کہ جو ایمان کا دعویٰ بھی کریں گے اور شرک کی حرکات والے اعمال بھی بجالائیں گے۔ قبروں پر سجدے ہو گئے، ادھر منہ کر کے نمازیں پڑھنی شروع کر دیں نا سمجھ لوگوں نے لیکن ان کے لئے کوئی عذر تھا۔ کوئی ان کو ڈانٹنے والا، سمجھانے والا، کوئی پیار سے ان کو راہِ راست کی طرف لانے والا نہیں تھا۔ یہ قصہ ختم ہو گیا ہے اب۔ اب تو مہدی آ گئے۔ اب تو مہدی کے نائبین کا، خلفاء کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور جب تک خدا چاہے اور ہماری دعا ہے کہ خدا قیامت تک یہی چاہے یہ سلسلہ جاری رہے اور امتِ مسلمہ نوع انسانی کی شکل میں خالص اسلام پر قائم رہتی ہوئی اس دنیا میں ایک جنت پیدا کرنے والی اور اس دنیا کی جنت کے پھل کھانے والی ہو۔ آمین۔

تو آپ اپنے بچوں کو یہ کہا کریں۔ بڑے ہمارے تیز ہیں بچے۔ کوئی بھی پوچھے ان سے تو کہیں گے ہم احمدی۔ آدھی بات صحیح ہے۔ ہر احمدی بچے سے جب پوچھا جائے تو اپنی احمدیت کو وہ نہ چھپائے لیکن ہمارا دین، دینِ اسلام ہے۔ اس واسطے وہ کہے۔ میں احمدی مسلمان ہوں۔ ہر بڑا، بچہ، مرد وعورت، جو بھی پوچھے تمہارا مذہب کیا ہے یا تم کون ہو وہ کہے' میں احمدی مسلمان ہوں' کیونکہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)